جناب پیر اکبر علی صاحب بلکہ ایم ایل سی
سپرنٹنڈنٹ فیروزپور
Ferozepore.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

زیر پرستی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷۔ ۱۴۔ ۲۱۔ ۲۸

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری اہلیہ مرحومہ کی تاریخ وفات

مُبارِک اور مُبارِکہ ہے نام فاطمہ کا
کہ جیسا نام ہے ویسا ہی کام فاطمہ کا
صحابیہ تھی مسیحِ محمدی کی وہ
کریں نہ احمدی کیوں احترام فاطمہ کا
مطیع شوہر و مہماں نواز۔ نیک شیم
غذاء روح تھا شیریں کلام فاطمہ کا
ہوئی جو فکرِ سنِ ہجرت اکملِ محزون
تو کہدو۔ قبرِ بہشتی مقام فاطمہ کا
سنہ ۱۳۵۶ ہجری

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اب اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) رات کو دو تین روز ہفتہ زیر اشاعت میں بارش اور تیز و تند ہوا چلتی رہی۔ جس سے موسم خوشگوار ہو کر گرمی کم ہو گئی

تندرستی۔ طاقت۔ قوت مردمی بخشنے والی اکسیر دوا
امرت بوٹی
سرٹیفکیٹ گورنمنٹ آف انڈیا
تمام مردانہ کمزوریوں کو دور کرنے والی مردانہ کا ایک طوفان پیدا کرنے والی ربر بوٹ امرت بوٹی چند ہی روز میں بدن میں [illegible] ہو جاتی ہیں۔ دل۔ دماغ جسم میں [illegible] ہے۔ اس کے استعمال سے جریان۔ دھات۔ احتلام۔ سرعت کی بیماری نام کو نہیں رہتی ہے۔ اور قوت ہاضمہ ایسا مضبوط ہو جاتا ہے۔ کہ آپ کافی مقدار میں دودھ۔ گھی۔ مکھن کھا کر ہضم کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے غلط کاری سے یا کثرت مجامعت سے اپنی قوت کو ضائع کر لیا ہو۔ ان کے لئے ایک بہتر اور مفید دوائی ہے۔ اور کم قیمت بھی ہے۔ زیادہ تعریف بے فائدہ۔ آزمائش شرط ہے۔ ۱۰۰ گولی کی شیشی ۲/۸/- ۵۰ گولی کی شیشی ۱/۸/- ۲۵ گولی کی شیشی ۱/۱/- علاوہ محصول ڈاک۔
منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

میری محترم احمدی بہنیں!

لائیکورائن مرض لائیکوریا یعنی سیلان الرحم کیلئے ایسی مفید اور زود اثر دوائی ہے۔ جس کے چند ہی دنوں کے استعمال سے سفید اور نیلی پیلی رطوبت کا اخراج بالکل بند ہو جاتا ہے۔ وہ بہنیں جن کو اس نامراد مرض نے کمزور کر دیا ہو۔ ماہواری کورس باقاعدہ نہ آتے ہوں۔ یا درد سے آتے ہوں۔ چہرہ پژمردہ سا رہتا ہو۔ دل دھڑکتا ہو۔ رات کو نیند نہ آتی ہو۔ بھوک نہ لگتی ہو۔ حمل گر جاتا ہو۔ یا کمزور بچے پیدا ہوتے ہوں۔ تو لائیکورائن استعمال کریں۔ بہت سی بہنوں نے استعمال کر کے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور بڑی تعریف کی ہے۔ ایک ماہ کی مکمل خوراک ۶۰ گولی ۲/۸/- مع محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ:۔ ایل النسا بیگم حکیم حاذق معرفت منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

میری اہلیہ مرحومہؓ کے متعلق مؤمنین کی شہادت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ سچ ہے۔ کہ مجھے اپنی اہلیہ کی وفات سے جو صدمہ ہوا ہے۔ وہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا لیکن میرا دل اس امر سے پوری تسلی پاتا ہے۔ کہ صحت اور تندرستی کی حالت میں مرحومہ ہمیشہ جو اپنی نماز میں نہایت درد دل سے یہ دعا کیا کرتی تھیں۔ کہ "اے میرے مولیٰ! میں نے تیرے فضلوں سے وافر حصہ اس زندگی میں پایا ہے۔ اور میرے دل کی کوئی ایسی آرزو یا تمنا باقی نہیں۔ جو تو نے پوری نہ کر دی ہو۔ اب میری چند آرزوئیں ایسی ہیں۔ جن کو اگر تو پورا کر دے۔ تو میں دنیا سے بامراد ہو کر جاؤں گی۔ اور وہ تمنائیں اور آرزوئیں یہ ہیں:۔

(۱) میری موت میرے شوہر کی زندگی میں اور اسکی موجودگی میں اور اس کے ہاتھوں میں ہو۔

(۲) مجھے سکرات موت کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس سے میں بہت ڈرتی ہوں۔

(۳) میرا شوہر اور میرا بچہ مشتاق مجھے اپنے ہاتھوں سے دفن کریں۔

(۴) مجھے بہشتی مقبرہ میں مسیح موعودؑ کے قدموں میں جگہ ملے۔ اے میرے مالک۔ تو میری یہ دعا قبول فرمالے۔ آمین" یہ خواہش اپنی وہ اکثر اوقات مجھ سے بھی بیان کر دیا کرتی تھیں۔ اور مرض الموت میں تو کئی مرتبہ مجھے جب میں گھر سے باہر شہر میں یا کسی جلسہ میں شریک ہونے کو جاتا تھا۔ تو جاتے وقت بڑی تاکید سے کہا کرتیں۔ کہ جلدی آنا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تمہارے پیچھے میرا دم نکل جائے۔ سو خدا نے اپنے فضل سے مرحومہ کی یہ چاروں خواہشیں جس طرح وہ خدا سے مانگتی تھیں۔ اسی طرح پوری کر دیں۔ میری زندگی میں فوت ہوئیں۔ میرے ہاتھوں میں جان دی۔ سکرات موت کی ایک سیکنڈ کے لئے بھی تکلیف نہیں ہوئی۔ میں نے اور مشتاق احمد سلمہ اللہ نے اپنے ہاتھوں سے ان کو سپرد خاک کیا۔ مسیح موعودؑ کے قدموں میں بہشتی مقبرہ میں وہ جگہ ملی۔ جو صحابی اور صحابیات کے واسطے مخصوص ہے۔ الحمد للہ۔ اور خدا کے فضل سے دنیا سے بامراد گئیں۔ اور ہمارے عقائد کی رو سے یقینی طور پر وہ خلد بریں میں داخل ہو گئیں۔ اللھم اغفرھا وارحمھا۔ آمین!

مرحومہ کی وفات پر جو تعزیت نامے احباب کی طرف سے مجھے پہنچے ہیں۔ وہ سب کے سب اس قابل ہیں۔ کہ شکریہ کے ساتھ ان کو فرداً فرداً درج اخبار کروں۔ اور جس محبت و ہمدردی کا مجھ سے قادیان میں رہنے والے میرے بزرگوں اور دوستوں نے مرحومہ کی وفات پر مخلصانہ رنہ کہ رسمی اور ظاہری طور کا سلوک فرمایا ہے۔ وہ میرے لوح دل پر ابد الآباد تک نقش رہیگا۔ میں ایسے الفاظ نہیں پاتا۔ جن میں میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ خصوصاً مکرمی مولوی فخر الدین صاحب پنشنر اور ان کے صاحبزادے مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اور محترم خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب آف رامپور اور عزیزم ڈاکٹر محمد احمد صاحب خلف الرشید مخدومی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہسپتال اور حضرت قبلہ نواب محمد علی خانصاحب مدظلہ اور برادر مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر اور حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مدظلہ اور محترم خواجہ غلام نبی صاحب مدیر الفضل اور مرزا محمد اشرف صاحب اور صاحبزادہ حضرت مرزا البشیر احمد صاحب ایم اے۔ اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن پنشنر اور جملہ خاندان حضرت خلیفہ اولؓ اور مکرم میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت۔ اور سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ معہ جملہ خاندان۔ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ۔ اور مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اور ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی۔ اور مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ اور قاضی ظہور الدین صاحب اکمل اور ابوالکمل مولوی امام الدین صاحب مہاجر۔ اور مخدومی مولوی عبد المغنی خانصاحب ناظر دعوت و تبلیغ اور برادرم شیخ محمد یامین صاحب تاجر کتب۔ اور مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ اور اخویم مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ اور ملک مولا بخش صاحب پنشنر کلرک اف کورٹ اور جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد محلہ دار الفضل اور چودھری برکت علی خانصاحب آڈیٹر صدر انجمن اور چودھری نور احمد صاحب کارکن مقبرہ بہشتی و مولوی عطا محمد صاحب کارکن مقبرہ بہشتی۔ اور خاندان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم اور حکیم عبد الصمد صاحب انچولوی معہ خاندان اور اہلیہ صاحبہ بابو محمد بخش صاحب میرے جنوبی ہمسایہ اور والدہ صاحبہ میاں عطاء اللہ خانصاحب خلف رسائیدار خدا داد خانصاحب مرحوم۔ اور والدہ صاحبہ خواجہ عبد الرحمن صاحب کارکن الفضل۔ اور جملہ خاندان ملک الطاف خانصاحب مرحوم افغان۔ اور ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی اے معہ خاندان۔ مکرمی مولوی غلام نبی صاحب مصری اور مخدومی شیخ عبد الرحمن صاحب مصری اور بابا فضل محمد صاحب والد مولوی محمد احمد صاحب معہ اہلیہ صاحبہ اور میاں فضل احمد صاحب تاجر ہرسیاں والے اور مکرمی مرزا محمد شفیع صاحب نے جسقدر میری غمگساری اور دلداری فرمائی ہے۔ اور ان سب کے علاوہ جملہ احمدی تاجران اور بہت سے دوست جن کے نام مجھے اسوقت یاد نہیں آتے جو میرے اس غم میں بے ریا اور مخلصانہ شریک ہوئے۔ اور وہ جملہ خواتین میری عزیز بہنیں ہم جو کثرت سے ماتم پرسی کیلئے اس وقت میرے گھر پر آئیں۔ خدا تعالےٰ کے حضور اپنے غمزدہ دل سے انکا دلی شکر گذار ہوں۔ اور دست بدعا ہوں۔ کہ خداوند ذوالجلال والاکرام ان سب بزرگوں دوستوں بھائیوں بہنوں کو اسکا دین و دنیا میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ یہ سب کے سب بیک زبان میری مرحومہ بیوی کے حسن اخلاق۔ حسن سلوک۔ مہمان نوازی۔ غریب پروری اور خاندان رسالت سے دلی عقیدت اور اطاعت شوہر کے گواہ ہیں۔ میں ان مؤمنین و مومنات کی گواہی اپنی مرحومہ بیوی کے متعلق سند یقین کرتا ہوں۔ کہ وہ خدا کے حضور میں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات کے قرب کی حق دار ہوں۔ انشاء اللہ۔ خدا کرے سب پر رحمت ہو۔ خدا کرے اس پر بشمار رحمتیں نازل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ میرے سب احباب کو جنہوں نے میری اہلیہ کے متعلق دعائے مغفرت کی درخواست کی تھی۔ اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ (راقم خاکسار)

نوٹ:- اشاعت میں تاخیر کی وجہ سے کئی نامور ہستیوں کے تعزیت نامے شامل نہیں کئے جا سکے۔ جو اگلے پرچہ میں شائع کر دئے جائیں گے۔ ناظرین فاروق سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں۔ ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ ر جون ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۰

ثنائی مشن

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالےٰ کے صادق نبی تھے۔ خدا تعالےٰ نے مخالفوں کی اشد مخالفت کے باوجود حضورؑ کو ایک پاکیزہ جماعت دی۔ جو اپنی قربانیوں میں ضرب المثل بن گئی ہے۔ اور اس نے اپنے تبلیغی کارناموں سے چار دانگ عالم میں ایک غلغلہ برپا کر دیا ہے۔ حتّٰی کہ اپنے و بیگانے اسکی زندگی اور قوت عملیہ کے معترف ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامیابی کا بین ثبوت ہے۔ نمونہ کے طور پر مندرجہ ذیل شہادات پر غور فرمائیں۔

(الف) "مسلمانانِ جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔ جو ایثار۔ کمربستگی۔ نیک نیتی۔ اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے۔ وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں۔ تو بے اندازہ عزت اور قدردانی کے قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں۔ اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت اسلام کر کے دکھا دی ہے"۔

(اخبار زمیندار لاہور ۲۴ ر جون ۱۹۲۳ء)

(ب) "احمدی بھائیوں نے جس خلوص۔ جس ایثار۔ جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام (انسداد ارتداد) میں حصہ لیا ہے۔ وہ اس قابل ہے۔ کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے"۔

(زمیندار ۱۸ ر اپریل ۱۹۲۳ء)

(ج) "اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں میں ہیں۔ سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ صرف ایک احمدی جماعت ہے۔ جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جماعت سے مرعوب نہیں ہے۔ اور خالص اسلامی خدمات سرانجام دے رہی ہے"۔ (اخبار مشرقی گورکھپور ۱۲ ر ستمبر ۱۹۲۷ء)

(د) "جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے۔ اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کی کوشش کرتی ہے۔ وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی"۔

(اخبار مشرقی ۲۵ ر مارچ ۱۹۲۳ء)

(ذ) "ناشکرگزاری ہوگی۔ اگر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں۔ جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاسیات میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ تو دوسری طرف تبلیغ اور مسلمانوں کی تنظیم اور تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں۔ جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سوادِ اعظم اسلام کے لئے بالعموم۔ اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھکر خدمات اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں۔ مشعل راہ ثابت ہوگا"۔ (اخبار ہمدرد دہلی ۲۶ ر ستمبر ۱۹۲۷ء الفاظ مولانا محمد علی صاحب)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برخلاف علماء وقت نے فتویٰ کفر دیئے۔ احادیث اور اولیاء امت کی بیان کردہ خبروں کے مطابق ایسا ہونا ضروری تھا۔ اور علماء سوء کے ہاتھوں حضرت کا کافر قرار دیا جانا خود حضرتؑ کے صادق ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ بقول اخبار سیاست آج سے چند سال قبل پیچھے مسلمان کی نشانی یہ مقرر ہو گئی تھی۔ کہ اس کے خلاف علماء سوء نے کفر کا فتویٰ دیا ہو"۔ (سیاست لاہور ۱۵ ر دسمبر ۱۹۲۸ء صـ۲)

گروہ اہلحدیث نے جو اپنے آپ کو اسلام کا واحد اجارہ دار سمجھتا تھا۔ سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں جان توڑ کوشش کی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو اہلحدیث ایڈووکیٹ اہلحدیث تھے کہا تھا۔ کہ "میں نے ہی مرزا کو اونچا کیا ہے۔ میں ہی اسکو گراؤں گا"۔ اور اس نے اس قول کی تصدیق کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر جس کو خدا اونچا کرتا ہے۔ اسے کون گرا سکتا ہے۔ نعم ما قال السید احمد المسیح الموعود علیہ السلام

ومن ذا الذي يخزي عزيز جنابه
الارض لا تفي سموس سماء

خدائی عمارتوں کا گرانا ناممکن ہے۔ آسمانی نوشتوں کو بدل دینا محال ہے۔ اس لئے وہ مولوی محمد حسین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو غرور و تکبر سے مقابلہ پر آیا۔ نہایت ناکامی۔ ذلت اور رسوائی سے دنیا سے رخصت ہوا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری نے لکھا ہے:۔

"مرزا صاحب کے دعوئ مسیحیت پر سب سے اول مخالف مولوی محمد حسین صاحب اٹھے۔" (رسالہ تاریخ مرزا ص۲۶)

مولوی محمد حسین صاحب نے دل کھول کر مخالفت کی۔ گالیاں دیں۔ فتوے لکھے۔ عدالتوں میں عیسائیوں کی طرف سے جھوٹی گواہیاں بھی دیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ خدا کے فرستادہ کا بال بیکا نہ کر سکا۔ وکان امر اللہ مفعولاً۔ مولوی ثناء اللہ نے آخر کار مولوی محمد حسین کو ناکام بتاتے ہوئے لکھا تھا:۔

"مولانا! للہ آپ غور فرماویں۔ کہ کہ آپ نے آج تک کیا کام کئے۔ اور آپ کیا کر رہے ہیں"۔ (یعنی کچھ بھی نہیں) (اخبار اہلحدیث ۱۹ر جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ)

کیا ہی حسرت کی موت ہوئی۔ میں نے خود مولوی محمد حسین صاحب کی آخری عمر کی ذلت کو مشاہدہ کیا ہے۔ واللہ نہایت[1] عبرتناک منظر تھا۔ ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار۔

مولوی محمد حسین کے بعد یا ان کی زندگی میں ہی اس عہدہ یعنی اول نمبر کی مخالفت کا چارج مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لیا۔ (اہلحدیث ۲۲ر نومبر ۱۹۱۳ء) اور دن رات کا پیشہ یہی بنا لیا۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف زہر پھیلایا جائے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت نمائی کے لئے مولوی صاحب کو مخالفت کرنے کے لئے عمر بھی کافی دیدی۔ تا انہیں مخالفت نہ کر سکنے کا ارمان نہ رہ جائے۔ لیکن یہ مہلت ان کے لئے نہایت ہی حسرت کا موجب ہے۔ ایک طرف وہ سلسلہ احمدیہ کو بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں۔ کہ وہ عمارت جسے گرانا ان کا مقصد تھا۔ اور بھی وسیع اور راسخ ہوتی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ان کا اپنا گروہ نیم جان سسکیاں لے رہا ہے۔ روز بروز تنزل کی طرف ہی جا رہا ہے۔ اور وہ دن بالکل نزدیک ہیں۔ کہ جب یہ اہلحدیث فرمان خداوندی وجعلناھم احادیث کے مصداق بن جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ فرقہ اہلحدیث کی موجودہ حالت کا نقشہ اخبار اہلحدیث کی زبانی یہ ہے:۔

(۱) "نام کے بنی اسرائیل تو آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ اور صفحۂ دنیا سے نام غلط کی طرح مٹ گئے۔ مگر آہ! کام کے بنی اسرائیل اب بھی موجود و ترقی پذیر ہیں۔ ہم نے سجادہ نشینی کا فخر حاصل کیا۔ اور عنانِ اسرائیلی ہاتھ میں لے لی۔ اور اپنا گھوڑا گھوڑ دوڑ میں بنی اسرائیل سے بھی آگے بڑھا دیا۔ صادق اور مصدوق فداہ ابی و امی رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل ہماری اس شہ سواری اور گوئے سبقت کی پیش بری کی ان الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ یقیناً میری امت سے بھی لوگ ہو بہو بنی اسرائیل کی طرح افعال بد میں منہمک ہوں گے۔ حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا۔ تو میری امت میں بھی ماں سے زنا کرنیوالے افراد موجود ہوں گے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ آج ہم مدعی اہلحدیث بھی حذو النعل بالنعل بنی اسرائیل کی طرح ہر معاملہ میں مصلحت و دور اندیشی۔ ضرورت وقتی و پالیسی۔ زر پرستی کا سہ لیسی۔ خوشامد و چاپلوسی وغیرہ کو معبود برحق سمجھ کر اسی کی پوجا کرنے لگے۔"

(اہلحدیث ۲۵ر ستمبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۱)

(۲) "آہ! ہم کیا ہیں۔ ہم وہ ہیں۔ کہ ہمارے قویٰ سلب ہو چکے۔ بہادری عنقا ہو چکی۔ اعضاء کمزور ہو چکے۔ حقانی تڑپ ہمارے دلوں سے معدوم ہو چکی۔ بلکہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کہ تمام اعضاء مر چکے۔ فقط ایک دہن اور اس میں زبان باقی ہے"۔ (اہلحدیث ۱۴ر مارچ ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۱)

(۳) "بھائیو! ہمارے زبانی دعویٰ تو اس قدر وسیع ہوتے ہیں۔ کہ سننے والا دنگ رہ جاتا ہے۔ مگر عملی رنگ میں نہ کوئی ہمارا نظام۔ نہ کوئی ہمارا کام۔ اور نہ ہمارے کوئی مبلغ ہیں۔ اگر ہے۔ تو صرف زبانی جمع خرچ دگر ہیچ۔ برادران ذرا انصاف سے کہیئے۔ ایسی حالت میں اہلحدیث جماعت زندہ ہے۔ یا مردہ؟ .....

اگر یہ کہا جائے۔ کہ ہندوستان اور پنجاب میں اہلحدیث[1] جماعت مردہ ہے۔ تو بجا ہے۔ بھائیو! کیا یہ مقام عبرت نہیں ہے۔ کہ ما انا علیہ واصحابی پر عامل ہونے کا دعویٰ کرنے والی جماعت اس قدر کس مپرسی کی حالت میں سرگردان ہے۔ کہ اس بے بسی کی حالت کو دیکھ کر اگر زار زار آنسو بہائے جائیں۔ تو بجا ہیں"۔

(اہلحدیث ۱۴ر اپریل ۱۹۳۰ء)

(۴) "آہ! میرے پیارے اہلحدیث بھائیو! آج ہم ہدایت ربانی اور اسوۂ نبوی صلے اللہ علیہ علیہ وسلم پر عمل کرتے۔ احکام الٰہی اور اسلامی تعلیم کو خیر باد نہ کہتے۔ اخلاق حسنہ کی پروا رکھتے۔ تو نصرت الٰہی۔ کامیابی اور علم اسلامی آج ہمارے ہاتھ میں ہوتا..... احباب اہلحدیث اب تو للہ بیدار ہوں۔ دیگر فرقوں کی جانب نظر کریں۔ کہ کس قدر وہ اس اہم کام اشاعت میں حصہ لیتے ہیں۔ اور ہم کس قدر چپ چاپ مدہوش پڑے ہیں"۔

(اہلحدیث ۹ر اکتوبر ۱۹۳۰ء)

بالآخر میں تمام قارئین سے عموماً اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے خصوصاً اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ اس رسالہ کو پڑھیں۔ اور ضد و تعصب کو چھوڑ کر حق کو قبول کریں۔ خدا کے نشانات آفاق میں بھی ظاہر ہوئے۔ اور آپ کی ذات میں بھی۔ اس لئے اس قدر اتمام حجت کے بعد بھی انکار پر اصرار خدا کے غضب کو بڑھانے کا موجب ہوگا۔ یاد رکھو تم دنیا کے لوگوں کو چالاکیوں سے دھوکہ دے سکتے ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی چالاکی پیش نہیں کی جا سکتی۔ وہ دل کی باریکیوں کو جانتا ہے۔ اسکا خوف کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو جاؤ۔ اور راہِ حق کو قبول کرو۔ تا تم نجات پاؤ۔ وما علینا الا البلاغ۔ (باقی آئندہ)

---

[1] بالکل بجا ہے۔ ضرور کہئے۔ مگر جانتے ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ یہ سب "سردار اہلحدیث" کی نحوست ہے۔ یا اسکی حسرت کا سامان۔ اے کاش وہ اب بھی عبرت حاصل کریں۔ (ابوالعطاء)

[1] بطالوی کا انجام ... ڈاک بھیج کر دفتر فاروق سے منگالیں۔ اور صداقت مسیح موعود کا نشان دیکھ لیں۔ (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانند مشن

دائمی نجات پر آریوں کا تیسرا اعتراض

(۳)

تیسرا اعتراض آریہ یہ کرتے ہیں۔ کہ اگر سُکھ ابدی ہو۔ اور بہشت میں دُکھ بالکل نہ ہو۔ تو اس سُکھ کا لطف ہی نہیں۔ چنانچہ سوامی جی فرماتے ہیں:۔

"دُکھ اٹھائے بغیر سُکھ کچھ بھی نہیں۔ جیسے کڑوا نہ ہو تو میٹھا کیا۔ اور میٹھا نہ ہو۔ تو کڑوا کس کو کہیں۔ کیونکہ ایک ذائقہ کے خلاف دوسرے ذائقہ کے ہونے پر دونوں میں تمیز ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی آدمی میٹھا ہی میٹھا کھاتا پیتا رہے۔ تو اس کو ویسا سُکھ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ سب قسم کے ذائقوں کے بھوگنے والے کو ہوتا ہے"۔

دستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۵ طبع اول صفحہ ۲۱۹۔

یہ ہے وہ فلسفہ جو سوامی جی نے پیش کیا ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ آریہ ایسے شخص کو اپنا لیڈر مانے ہوئے ہیں۔ جس کی بات ایک مضحکہ ہے۔ اور جسکی فلاسفی ایک بچوں کے دل بہلانے کا مشغلہ ہے۔ اب سنو اور کان کھول کر سنو۔

پہلا جواب

اس عبارت سے تو سوامی جی کی ساری عمارت تناسخ کی گر جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں سوامی جی نے صاف اقرار کیا ہے۔ کہ سُکھ بالکل سکھ ہی نہیں۔ بلکہ وبال جان ہے۔ جب تک کہ دکھ نہ ہو۔ پس مخلوق کو سکھی کرنے اور سکھ بھگوانے کے لئے دُکھ ضروری ہُوا۔ تو پھر دنیا میں جو لوگوں کو دکھ پہنچتے ہیں۔ کوئی بیمار ہے۔ کوئی لنگڑا۔ کوئی کوئی لُولا کوئی اندھا اور کوئی غریب کوئی ماتحت اسے کیوں سوامی جی گناہوں کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ کیوں نہیں یوں قرار دیتے۔ کہ چونکہ خدا کا منشاء لوگوں کو سکھ پہنچانے کا ہے۔ اور سُکھ بغیر دکھ کے محسوس نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا دنیا میں دُکھ پہنچا کر سُکھ کا مزا محسوس کراتا ہے۔ پس سوامی جی نے یہ کہکر کہ دکھ کے بغیر سُکھ کا مزا ہی نہیں اور یہ کہ سُکھ کا مزا محسوس کرنے کے لئے دُکھ ضروری ہے۔ تناسخ کا اونچا منارہ بالکل مسمار کر دیا۔ کیونکہ تناسخ کی سرِ دفتر یہی ایک دلیل تھی۔ کہ دنیا میں لوگوں کے دکھی ہونے کا صرف ایک سبب ہے۔ اور وہ ان کے پچھلے جنم کے گناہ ہیں۔ مگر اب سوامی جی نے ایک اور وجہ بھی ہمیں بتا دی۔ اور وہ یہ کہ سُکھ محسوس کرانے کے لئے دُکھ کی بھی ضرورت ہے۔ اور جب تک دکھ نہ ہوں۔ روح سُکھ محسوس ہی نہیں کر سکتی۔ پس ہم سوامی صاحب کی زبان ہی سے کہتے ہیں۔ کہ یہ دنیا کے دکھ پچھلے گناہوں کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ اس لئے خدا لوگوں کو دکھ دیتا ہو۔ کہ وہ سُکھ اچھی طرح محسوس کر سکیں۔ کیونکہ بقول سوامی جی سکھ محسوس کرنے کے لئے دکھ کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

دوسرا جواب

بقول آریوں کے دکھ گناہ کا نتیجہ ہے۔ اور سوامی جی کہتے ہیں۔ کہ سُکھ بغیر دکھ کے کسی کام کا نہیں تو نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ویدک مذہب میں سُکھ حاصل کرنے کے لئے گناہ اور بدی بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جبتک انسان گناہ نہ کرے گا۔ خدا اسے دکھ نہ دے گا۔ اور جب تک دکھ نہ ہوگا۔ سُکھ مزا نہ دے گا۔ پس دائے برحال ویدک وہ مکتی اور سُکھ اور بہشت کے لئے گناہ۔ بدی۔ بداخلاقی۔ خدا کی نافرمانی۔ اور اسکی بغاوت کو لازم ٹھیراتا ہے۔ پس ہم باز آئے ویدک نجات اور مکتی سے کہ اس کا سُکھ بغیر دکھ کے مزا نہیں دیتا۔ اور دکھ بغیر گناہ کے خدا کسی کو نہیں دیتا اس لئے آرین نقطۂ خیال سے سُکھ بھوگنے کے لئے گناہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اور خدا کی نافرمانی بھی لازم ہے۔ دیکھو مذہب تو گناہ سے چھڑانے کے لئے آتا ہے۔ مگر تمہارا مذہب گناہ سکھاتا ہے۔

تیسرا جواب

اگر دکھ کے بغیر سُکھ کچھ نہیں۔ تو رنج کے بغیر خوشی کا بھی احساس نہیں ہونا چاہیئے۔ تو بتاؤ۔ کہ تم جو خدا کو ہمہ تن سرور کہتے ہو۔ وہ کس طرح سرور محسوس کرتا ہے۔ بغیر رنج کے کیا خدا کو بھی کبھی کبھی رنج کی تکلیف ہوتی ہے۔ کہ پیچھے سرور کا احساس اچھی طرح ہو؟ لیکن جب ایسا نہیں۔ اور تم بھی نہیں مانتے۔ تو کیا خدا قادر نہیں۔ کہ وہ روح کو سُکھ عطا کرے۔ اور وہ اس سُکھ کو خوب محسوس کرے۔ اور اس سُکھ کے احساس کے لئے دُکھ کی ضرورت نہ ہو؟

چوتھا جواب

اگر ہر چیز اپنی ضد کے بغیر مزا نہیں دیتی۔ تو پھر تو عزت کا مزا نہیں۔ جب تک کہ ذِلّت نہ پہنچے۔ کیا آریہ دوستوں میں سے جن کو خدا نے عزت اور وجاہت دی ہے۔ وہ اس عزت اور وجاہت کا مزا محسوس نہیں کرتے؟ کیا وہ چاہتے ہیں۔ کہ کبھی کبھی وہ ذلیل ہوتے رہیں۔ کہ عزت کا احساس خوب مزا دے۔ پس اگر ایسا نہیں۔ بلکہ شریف آدمی خواہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ آریہ کیوں نہ ہو۔ کبھی ذلت پسند نہیں کرتا۔ تو کیوں نہیں مانتے۔ کہ اسی طرح بہشت میں روح کبھی بھی دکھ نہ چاہے گی۔ اور وہ محض سکھ ہی میں مگن رہے گی۔

پانچواں جواب

آؤ تم کو ایک عجیب جواب سنائیں۔ جس سے تمہارے اعتراض کا بالکل قلع وقمع ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر سکھ غیر محدود ہو۔ تو اس کے احساس اور مزا چکھانے کے لئے ہرگز دکھ کی ضرورت نہیں۔ اور وہ اس طرح کہ تمہارے میٹھے والی مثال ہی کو میں درست مان کر کہتا ہوں۔ کہ بے شک ہم صرف میٹھا ہی میٹھا نہیں کھا سکتے۔ مگر سنو! کہ میٹھا کھانے کے بعد کبھی کسی کو نہ دیکھا ہوگا۔ کہ وہ کوئی کڑوی چیز کھاتا ہو۔ یا یہ کہ کڑوی چیز چکھنے کی بھی خواہش کرتا ہو۔ کیا تم نے کبھی کسی کو دیکھا ہے۔ کہ وہ زردہ یا حلوا کھا کر اور میٹھے سے سیر ہو کر نیم کے پتے چباتا ہو۔ یا کونین چاٹتا ہو۔ یا کوئی اور کڑوی چیز تلاش کرتا پھرتا ہو؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اے ماس پارٹی کے آریو! یہ ہوتا ہے۔ کہ تم کسی دعوت میں گئے۔ وہاں تم نے زردہ یا حلوا کھایا۔ اور میٹھے سے لذت حاصل کی۔ اور شیرینی کا سکھ محسوس کیا۔ مگر پھر تمہاری طبیعت سیر ہوگئی۔ تو اب تم نمکین چیز کی طرف جھکے۔ اور پلاؤ کی رکابی یا قورمہ کی پلیٹ سے لذت اٹھائی۔ اور ملاحت کا سکھ حاصل کیا۔ پھر جب اس سے بھی طبیعت سیر ہوگئی۔ تو تم چٹنی اور اچار کی طرف راغب ہوئے۔ اور کھٹاس کا لطف اٹھایا۔ غرض تبدیلی تو بے شک ہوئی۔ اور ایک چیز سے دوسری اور دوسری سے تیسری چیز کی طرف تم مائل ہوئے۔ مگر اس تمام تبدیلی کا دائرہ لطف اور سکھ اور راحت کے اندر اندر رہا یہ نہیں ہوا۔ کہ میٹھے کے بعد کڑوا یا مزے کے بعد بدمزگی یا لطف کے بعد بے لطفی کی تم نے خواہش کی۔ کیونکہ میٹھے کے بعد تم نے کونین یا نیم کے پتے یا کوئی اور کڑوی چیز استعمال نہیں کی۔ بلکہ ایک اور عمدہ لذت ہی کی طرف تمہاری طبیعت گئی۔ پس اس تمام تبدیلی میں سکھ ہی سکھ تم نے حاصل کیا۔ اور کسی ایک تبدیلی میں بھی نہ تو دکھ کی تم نے خواہش کی۔ اور نہ کسی بدمزگی کی تم کو آرزو پیدا ہوئی۔ تمہاری بات تو تب درست ہوتی۔ جبکہ دسترخوان پر میٹھے کے بعد کڑوا اور نمکین کے بعد کسیلا اور کھٹاس کے بعد سیٹھا کھانے کی طبیعت خواہشمند ہوتی۔ پھر بے شک تم کہہ سکتے تھے۔ کہ انسانی طبیعت محض سکھ نہیں چاہتی۔ بلکہ سکھ کے مزے کے لئے دکھ بھی ضروری ہے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ اور وہ یہ کہ دسترخوان پر جتنی تبدیلیاں ہیں۔ وہ مزوں اور لذتوں کے اندر اندر منحصر ہیں۔ یعنی تبدیلی تو بے شک ہے۔ اور طبیعت کا ایک مزے سے سیر ہو جانا تو لاریب ہے۔ مگر طبیعت سیر ہو کر کسی بدمزگی کی طالب نہیں ہوتی۔ بلکہ میٹھے کے بعد مثلاً نمکین کھانے کو چاہتی ہے۔ کہ وہ بھی میٹھے کی طرح ایک لذیذ مزہ ہی ہے۔ اور نمکین چیز سے ممکن ہے کہ طبیعت ایک وقت سیر ہو جاوے۔ مگر اس کو چھوڑ کر کڑوے۔ کسیلے۔ سیٹھے بدمزہ کھانوں کی طرف نہیں جھکتی۔ بلکہ میٹھے کی طرف جھکتی ہے۔ کہ وہ بھی ایک مزہ بالذت اور ایک لذت با مزہ ہے۔ غرض تبدیلیاں تو متعدد ہیں۔ مگر سب سکھ کے دائرہ کے اندر ہیں۔ کوئی تبدیلی بھی دکھ کی تعریف میں شامل نہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ کہ بے شک اسلامی بہشت دائمی ہے۔ مگر وہاں سے لوگ نکلنے کی خواہش نہ کریں گے۔ نہ وہاں سے طبیعت سیر ہوگی۔ نہ اکتاویں گے۔ کیونکہ وہاں ایک نعمت نہیں۔ بلکہ متعدد ہیں۔ اور ایک لذت نہیں۔ بلکہ بیسوں سینکڑوں اور ہزاروں ہیں۔ ہاں اگر وہاں صرف میٹھا ہی میٹھا ہوتا۔ یا نمک ہی نمک دیا جاتا۔ تب بے شک سوامی جی کا اعتراض درست ہوتا۔

(باقی ہے) (میر محمد اسحاق)

پیغامی مشن

مسیح موعود نبی اللہ

(۹)

بقیہ حوالے

(۱۷) "ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۱۸) "میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۵)

(۱۹) "اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد و احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں۔ اور نبی بھی ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۲۰) "جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں۔ کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں۔ میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی ہوں۔ جس طور سے ابھی ہم نے بیان کیا۔ × × × مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۲)

(۲۱) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔" (آخری خط مندرجہ اخبار عام)

(۲۲) "میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی و عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۲۳) " پس انہی بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ کہ اس زمانے میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۲۴) " الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء جس کا ترجمہ ہے خدا کا رسول نبیوں کے لباس میں اس الہام میں میرا نام رسول بھی رکھا گیا ہے۔ اور نبی بھی۔ پس جس شخص کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں۔ اس کو عوام میں سے سمجھنا کمال درجہ کی شوخی ہے۔" (ایام الصلح ص۷۵)

(۲۵) " ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں کثرت سے ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔"

(بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

(۲۶) " جو شخص مجھے قبول کرتا ہے۔ وہ تمام انبیاء اور ان کے معجزات کو بھی نئے سرے سے قبول کرتا ہے۔ × × × خدا نمائی کا آئینہ میں ہوں۔" (نزول المسیح ص۴)

(۲۷) " جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔" (آخری خط)

(۲۸) " میرا یہ دعویٰ ہے۔ کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں۔ اور ایک پہلو سے میں × × × نبی ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص۳۹)

(۲۹) " میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی۔ تا ہمارے سید آقا کی پیشگوئی پوری ہو۔ کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا۔ اور نبی بھی ہوگا۔" (آخری خط)

تیس ایسے حوالے جن سے مسیح موعود کا صریح طور سے نبی اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے

(از مسیح موعودؑ)

(۱) " آیت ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ... الخ رسول سے اسجگہ آنحضرت صلعم بھی مراد ہیں۔ اور مسیح موعود بھی مراد ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۱۷۶)

(۲) " کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ × × × اس لئے جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم سے لے کر آنحضرت صلعم تک ہمیشہ اس آیت کا مفہوم سچا نکلتا رہا ہے۔ ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلیگا۔"

(نزول المسیح ص۳۰۲)

(۳) " میں جانتا ہوں۔ کہ خدا ضرور میری تائید کریگا۔ جیسا کہ ہمیشہ سے اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۴) " اگر مجھے ٹھٹھا کیا گیا۔ تو یہ نئی بات نہیں۔ دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا۔ جسے ٹھٹھا نہ کیا گیا جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یا حسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔" (چشمہ معرفت ص۳۱۹)

(۵) " اسجگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اسکی صور ہوتے ہیں۔"

(چشمہ معرفت ص۷۷)

(۶) " آپ برائے خدا میری کتاب نور الحق حصہ دوم غور سے پڑھو۔ اور دیکھو۔ کہ کس قدر مدت دراز سے طاعون کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول" (حقیقۃ الوحی ص۳۳۶)

(۷) " اگر میری نسبت تمہیں کچھ شک ہے۔ تو مجھے جس طرح چاہو۔ آزما لو۔ اور خدا کے اس قانون کو جو رسولوں کے حق میں جاری ہے۔ مت بھلاؤ۔"

(خطبہ الہامیہ ص۱۲۸)

(۸) " اے دشمنوں کے گروہ! کیا کچھ آرزو تمہارے دل میں باقی ہے۔ جو چاہتے ہو۔ کہ پھر دوسری دفعہ میرے جیسے دوسرے شخص مسیح ناصری کی تکفیر اور تفسیق کرو۔" (خطبہ الہامیہ ص۱۴۱)

(۹) " خدا تعالےٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں۔ جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو۔ اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں۔ کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرنے کے وقت یہ بھی نہیں سوچتے۔ کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے۔ وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ دہریہ ہو کر نہ مریں۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۲۸)

(۱۰) " شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نواہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ × × میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی × × × اور خدا تعالےٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو لوگوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔" (اربعین ۴ ص۶)

(۱۱) " اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں کی تاخیر ہو جاتی۔ میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے۔ ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً" (حقیقۃ الوحی ص۲۵۶)

(۱۲) " میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھے ہوئی۔ اور جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۱۳) " اور جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ان قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں۔ ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک و منزہ ہے۔ اور اگر کہو۔ کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی۔ معجزات اور پیشگوئیاں ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اسجگہ اکثر گذشتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔"
(نزول المسیح صفحہ ۸۱-۸۲)

(۱۴) "تمام نبیوں کی پیشگوئیوں میں ایسا ہی میری پیشگوئیوں میں بعض اجتہادی دخل بھی ہوتے ہیں۔ × × × کبھی نبی کی وحی خبر واحد کی طرح ہوتی ہے۔ اور مع ذالک مجمل ہوتی ہے۔ اور کبھی وحی ایک امر میں کثرت سے اور واضح ہوتی ہے۔ پس میں اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ کبھی میری وحی بھی خبر واحد کی طرح ہو اور مجمل ہو۔ × × × اس بات میں تمام انبیاء شریک ہیں۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳)

(۱۵) "ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔ × × × اور خدا نے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۰)

(۱۶) "نبیوں کی شفاعت سے کس کو انکار ہے۔ حضرت موسیٰ کی شفاعت سے کئی مرتبہ بنی اسرائیل بھڑکتے ہوئے عذاب سے نجات پا گئے۔ اور میں خود اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ × × میری شفاعت سے بعض مصائب اور امراض کے مبتلا اپنے دکھوں سے رہائی پا گئے۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۶)

(۱۷) "پس یہی معنے آیت واذا الرسل اقتت کے ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ کہ رسولوں کی آخری میزان ظاہر کرنے والا مسیح موعود ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۱)

(۱۸) "حق تعالیٰ آخرین منہم کے قول میں اشارہ فرماتا ہے۔ کہ مسیح موعود کی جماعت صحابہ کی ایک جماعت ہے۔ اور اس نام کے رکھنے میں کوئی فرق نہیں۔ اور یہ مرتبہ مسیح موعود کی جماعت کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان قدسی قوت اور اپنے روحانی افاضہ کے ساتھ موجود نہ ہوں۔ جیسے کہ صحابہ میں موجود تھے۔ یعنی مسیح موعود کے واسطہ سے کیونکہ وہ نبی کریم کا مظہر یا آنجناب کے لئے حلہ کی مانند ہے۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۹۹)

(۱۹) "بعض نادان کہتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جیسا کہ شریر آدمی پہلے نبیوں کے وقت میں ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۶)

(۲۰) "میں خدا کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ اور میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جس نے مجھے چھوڑا۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

(۲۱) "آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
آدمم نیز احمدِ مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا"
صفحہ ۹۹)

(۲۲) "رہا اجتہاد تو میں اس بات کا قائل ہوں۔ کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا۔ جس نے اجتہاد میں کبھی غلطی نہیں کی۔ جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا۔ اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ × × × × × × × تو پھر دوسروں پر کیا اعتراض × × × × × پس جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں۔ اور ایک بھی ان میں سے باہر نہیں۔ اس کو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۵)

(۲۳) "روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار
انبیاء کے طور پر حجت ہوئی ان پر تمام
انکے جو حملے ہیں ان میں سب نبی ہیں حصہ دار
پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمدؐ جس پہ میرا سب مدار"

(۲۴) "اس زمانہ میں خدا نے چاہا۔ کہ جسقدر نیک اور راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں۔ سو وہ میں ہوں۔ اسی طرح تمام زمانے میں تمام بدوں کے نمونہ بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہو یا وہ یہود جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ یا ابوجہل ہو۔ سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔" (براہین صفحہ ۹)

(۲۵) قولہ:۔ چونکہ حضرت کی اب تک کوئی ایسی تاثیر روشن طور پر ظہور میں نہیں آئی۔ × × × پس اگر تاثیر بیّن کی ظہور تک بغیر انکار کے داخل سلسلہ ہونے میں توقف و تاخیر کرے۔ تو یہ جائز ہوگا یا نہیں۔

اقول:۔ توقف اور تاخیر بھی ایک قسم انکار کی ہے۔ × × × × × × اصل بات یہ ہے۔ کہ نبی برحق کی حقانیت کے لئے ایمان لانے والوں کی کثرت شرط نہیں ہے۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۷)

اور نیز فرمایا:۔

"گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہے۔" (دافع البلاء صفحہ ۲۱)

(۲۶) "اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دونوں گرہن نہیں ہوئے۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ کسی مدعی رسالت و نبوت کے وقت میں یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے۔ جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۶)

(۲۷) "اگر ایک لاکھ نشان دیکھیں۔ تو اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور اگر ایک بات سمجھ میں نہ آوے۔ تو شور مچا دیتے ہیں۔ دراصل ان کے دل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر ایک نبی سے برگشتہ ہیں۔ کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا۔ جو ان کے فہم کے مطابق ہو۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹)

(۲۸) " ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے۔ جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے ..... ہاں جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہو گیا۔ اور اسکو شناخت نہیں کیا۔ اور اس کے انوار سے مطلع نہیں ہوا۔ اسکا ایمان بھی کچھ نہیں۔ اور آخر وہ ضرور مرتد ہو گا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب آنحضرت صلعم کے وقت میں اور یہودا اسکریوطی حضرت عیسٰی کے زمانہ میں اور چراغ دین جمونی اور عبدالحکیم خاں میرے اس زمانہ میں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۹)

(۲۹) " وہ فرماتا ہے۔ کہ اپنے اسرار کے اظہار کے لئے میں نے تجھے ہی برگزیدہ کیا ہے۔ اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہے۔ جیسے کہ میرے ساتھ ہے۔ اور تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسا کہ میرا عرش۔ اسی کے مطابق قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ جو خدا کے برگزیدہ رسولوں کو غیروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ فلا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول"۔ (تجلیات صفحہ ۶)

(۳۰) " سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً۔ پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو۔ شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو"۔ (تجلیات صفحہ ۹)

سوائے مسیح موعود کے اور کوئی مجدد یا ولی یا خلیفہ امت محمدیہ میں نبی نہیں کہلا سکتا۔

(از مسیح موعود)

" غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق[1] نہیں۔ کیونکہ کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

پھر تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳ میں فرمایا:۔

" حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعائت ختم نبوت بھیجا جاوے۔ اور ان کا نام نبی نہ رکھا جاوے۔ اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے۔ تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جاوے۔ تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو۔ اور مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔"

ان دونوں حوالوں سے بنص صریح یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود کے سوائے حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد ہرگز ہرگز کوئی فرد امت نبی کہلانے کا مستحق نہیں۔ قرآن شریف میں بعد از رسول کریم صرف ایک نبی اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ احادیث صحیحہ میں صرف مسیح موعود کو ہی نبی اللہ ہونے کا استحقاق دیا گیا ہے۔ تازہ وحی اللہ " دنیا میں ایک نبی آیا" میں ایک کا لفظ خاصکر قابل غور ہے۔ پھر یہ کس قدر ظلم ہے۔ اگر ہم بغیر کسی سند شرعی کے کسی اور فرد امت کو نبی اور رسول کا لقب دیویں۔ اور ایسا کرنے سے بقول حضرت مسیح موعود " آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں رخنہ ڈالنے والے ٹھہریں"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

[1] اس مستحق نہیں کو غور سے پڑھو۔ جن کا خیال ہے۔ کہ سب مجددین نبی رسول ہیں۔ حدیث میں صرف مسیح موعود کے نام کیساتھ اتفاقیہ طور پر نبی کا لفظ آگیا۔ وہ توبہ کریں۔

الوصیت کی عبارت "بعض افراد" والی کا مطلب

الوصیت میں درج ہے:۔

" پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا"۔

اسجگہ بعض افراد سے بعض وہ لوگ جن کے دل نفاق کی بیماری سے ملوث ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی کھلی کھلی تحریروں اور قرآن اور حدیث کے کھلے کھلے الفاظ کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ اور متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسا غلط مفہوم نکالتے ہیں۔ کہ الامان! بعض نے اس عبارت کی ایسی تحریف کی ہے۔ کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ چنانچہ اس عبارت میں "اس طرح پر" کی جگہ " میری طرح پر" لکھ دیا ہے۔ اور میری طرح پر لکھ کر ثابت کیا ہے۔ کہ مسیح موعود کے علاوہ اور بھی بعض افراد نے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ حالانکہ یہ سراسر غلط اور بہتان عظیم ہے۔ بعض افراد سے صرف اور صرف مسیح موعود ہی مراد ہیں۔ کیونکہ

(اول) حضرت اقدس نے اس عبارت کے آگے ہی یہ تحریر کر دیا ہے۔ " یہی معنی اس فقرے کے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا۔ کہ نبی اللہ و امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے۔ اور امتی بھی۔ ورنہ غیر کو اسجگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں"۔ پس اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود کے بغیر کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ بعد آنحضرت صلعم وہ نبی کہلائے۔

(دوم) حضرت مسیح موعود کی یہ عام عادت ہے کہ آپ بعض جگہ اپنی تحریر میں بعض افراد سے محض اپنے آپ کو مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۷ میں فرمایا:۔

" اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے۔ کہ وہ مریم عیسےٰ سے حاملہ ہو گئی ۔۔۔ خوب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غور کرکے دیکھ لو۔ اور دنیا میں تلاش کرلو۔ کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں × × × اس آیت کا میں مصداق ہوں۔ میرے سوا تیرہ سو برس میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ پہلے میرا نام مریم رکھا۔ اور مریم میں اپنی طرف سے روح پھونکدی۔ جس سے میں عیسےٰ بن گیا۔"

پس اسجگہ بعض افراد سے حضرت نے محض اپنے آپ کو مراد لیا ہے۔ اور علاوہ اس کے دیکھو براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۸۹۔ کشتی نوح صفحہ ۴۴۔ نزول المسیح حاشیہ صـ۵۵۔

(سوم) اگر غور سے دیکھا جاوے۔ تو حضرت اقدس باعتبار بہت سے نام اور مختلف عہدے رکھنے کے بعض افراد کا ہی حکم رکھتے ہیں۔ چنانچہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کا صریح الہام اس امر کی تصدیق کر رہا ہے۔

(چہارم) نبی کے نام کو محض اپنے لئے مخصوص کیا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صـ۳۹۱۔ پس بعض افراد کے معنی محدود ہوئے۔ اور اس سے مراد صرف صرف مسیح موعود ہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا اپنی نبوت کے متعلق آخری اشتہار

حضرت مسیح موعود نے اپنی آخری تقریر میں فرمایا:

"ان لوگوں کے دلوں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہرگز عزت نہیں۔ کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ اور افضل الانبیاء کے مدینہ میں مدفون اتنا نہیں سوچتے۔ کہ اگر وہی عیسےٰ آجاوے۔ تو پھر تو وہ خاتم الانبیاء ہوگیا۔ اور اگر کوئی کہے۔ کہ تم بھی نبوت کے مدعی ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ویسا نبی نہیں ہوں۔ حضرت عیسیٰ براہ راست خدا کے نبی تھے۔ اور میری نبوت آنحضرت صلعم کے واسطہ اور فیض سے ہے"۔ (تقریر لاہور)

اس پر کسی ناسمجھ نے یہ سمجھکر کہ گویا مسیح موعود نے نبوت سے انکار کر دیا ہے۔ اخبار عام میں یہ شائع کر دیا۔ کہ مرزا صاحب نے نبوت سے انکار کر دیا ہے۔ جس کو دیکھ کر مسیح موعود نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جو گویا آپ کا آخری اشتہار ہے۔ وہ اشتہار اخبار عام مورخہ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء یوم وصال کے دن شائع ہوا۔ اسکو اسجگہ بعینہٖ درج کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا۔

تقدس مآب میرزائے قادیانی کا خط

(جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام)

"پرچہ اخبار عام ۲۳ر مئی ۹۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے۔ کہ گویا میں نے جلسۂ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی۔ کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوےٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔ اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اسی قدر ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں۔ اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے۔ اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے۔ کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں میں نبی نہیں ہوں۔ کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں۔ یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے۔ جو قرآن شریف نے پیش کیا۔ اور کسی کو مجال نہیں۔ کہ ایک لفظ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کرسکے۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی و عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں بن سکتا۔ سو خدا نے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت مجھے علم غیب عطا کیا ہے۔ اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں۔ اور کر رہا ہے۔ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ میں خود ستائی سے نہیں۔ مگر خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو۔ اور ایک طرف میں کھڑا کیا جاؤں۔ اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے۔ جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں۔ تو مجھے اس کے مقابلہ میں خدا غلبہ دیگا۔ اور ہر ایک پہلو سے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا۔ ہر ایک

مکتوب قادیانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میدان میں وہ مجھے فتح دیگا۔ پس اس بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔ اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں آتی ہیں۔ اور بعض کو الہام بھی ہوتا ہے۔ اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے۔ مگر وہ الہام بمقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے۔ اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت ہی کم ہوتی ہیں۔ تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے۔ کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو۔ اسکو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جاوے۔ بلکہ اسکو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جاوے تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا۔ اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔ تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جاوے۔ ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو۔ کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا۔ اور نبی بھی ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے۔ وہ امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اتر کر وہ نئے سرے سے مسلمان ہونگے اور کیا اُس وقت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم خاکسار مفتقر الی اللہ الصمد **غلام احمد** عفی عنہ

۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور۔

تجلیات رحمانیہ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے مختلف رسالوں کا جواب از قلم مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل۔ قیمت ۶ر علاوہ محصول ڈاک۔ پتہ:۔ دفتر فاروق قادیان

عیسائی مشن

تنقیح بر رسالہ الوہیت مسیح

(از شیخ عبدالقادر احمدی لائل پور)

(۱۲)

گذشتہ نمبر میں ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام باپ کی وحدت اور یگانگت میں اکیلے شمولیت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ جس طرح کہ آپ بطور مجاز باپ کے ساتھ ایک تھے۔ اسی طرح تمام حواری بھی تھے۔ لیکن آج اس نمبر میں ہم اپنی تائید میں جے۔ ایف روتھر صاحب پریذیڈنٹ انٹرنیشنل بائبل سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جو کہ متعدد کتابوں کے مصنف اور بائبل سٹوڈنٹس میں ایک پایہ کی ہستی ہیں۔ کی کتب سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

بے شک ہمارے مخاطب پادری صاحب اس موقع پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ جے۔ ایف روتھر صاحب جو کہ ہمارے فرقہ کے نہیں ہیں۔ ہمارے لئے کیونکر حجت ٹھہر سکتے ہیں۔ لیکن میں یہ امر گوش گذار کر دیتا ہوں۔ اور پادری صاحب ہمہ تن گوش ہو کر سن لیں۔ کہ مانا کہ صاحب موصوف آپ کے لئے حجت نہیں ہیں۔ لیکن کیا پادری صاحب انجیل سے بھی انکار کر دیں گے۔ دیدہ باید۔ مسٹر جے۔ ایف روتھر صاحب نے تو تمام اپنی تائید میں انجیل ہی پیش کی ہے۔ جو کہ تمام نصاریٰ کے لئے حجت ہے۔ پس پادری صاحب کو اگر جرأت ہے۔ تو وہ ان ٹھوس اور برجستہ دلائل کی تردید کریں۔ لیکن ہم کو معلوم ہے۔ کہ یہ لوہے کے چنے آپ سے ہرگز چبائے نہ جائیں گے۔ لاکھ جتن کریں۔ لیکن یاد رہے۔

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب وہ تمام اقتباسات جو کہ صاحب موصوف کے رسالہ جات سے منتخب ہیں۔ درج ذیل ہیں:۔

(۱) یسوع نے کہا۔ کہ "میں اور باپ ایک ہیں"۔ یوحنا ۱۰/۳۰ یسوع کے اپنے الفاظ ہی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایک ہستی مراد نہیں۔ لیکن وہ ارادہ۔ مقصد اور فضیلت میں ایک ہیں۔ وہ آپس میں اتفاق سے کام کرتے ہیں۔ اور بیٹا ہمیشہ اپنے باپ کی مرضی کو پورا کرتا ہے۔ یسوع نے اپنے باپ سے دعا مانگی۔ کہ مسیحی جماعت بھی ایک ہو جاوے۔ جیسا کہ وہ اور اس کا باپ ایک تھے۔ یوحنا ۱۷/۲۰ تا ۲۳۔ میں نے دعا مانگی۔ کہ وہ ایک ہوں۔ جیسے کہ وہ ایک ہیں۔ کوئی بھی مسیحی جماعت کو ایک ہستی خیال نہیں کرتا۔ حقیقی جماعت بہت سے لوگوں کے ملنے سے بنتی ہے۔ جو کہ ارادہ۔ مقصد اور خصیت میں ایک ہوں۔ پولوس کلیسیا کو جسم سے نامزد کرتا ہے۔ جو کہ بہت سے اعضاء سے مل کر بنتا ہے۔ پہلا کرنتھیوں ۱۲/۱۲ تا ۲۵ مسئلہ تثلیث از روئے بائبل ص۴۔

(۲) اسی طرح پادری صاحب اپنے ایک اور رسالہ "مسئلہ تثلیث از روئے بائبل" میں "یہواہ اور مسیح کے ایک ہونے" پر مکمل بحث کرتے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہے:۔

مسئلہ تثلیث کی بناء پر یوحنا ۱۰/۳۰ میں لفظ ایک کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

استعمال سے یہواہ اور خداوند یسوع مسیح ایک ہی ہستی قرار دیئے گئے ہیں۔ آیت یوں ہے:۔

"میں اور باپ ایک ہیں"۔ محقق کلام کی تلاوت کرنے سے اس نتیجہ تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ معلوم کر لیتا ہے۔ کہ مسیح کا یہ دعویٰ ذاتی نہیں بلکہ صفاتی تھا۔ کیونکہ یوحنا ۱۰/۲۰ و ۲۱ و دیگر پاک نوشتوں سے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ اس کا یہ دعویٰ ذاتی نہ تھا۔

نکتہ زیر بحث کی توضیح کے لئے وہ نوشتے یہاں قلم بند کئے جاتے ہیں۔ جو کہ روشن کر دیں گے۔ کہ مسیح کا یہ دعویٰ ذاتی نہ تھا۔ بلکہ صفاتی تھا۔

"میں صرف ان ہی کے لئے درخواست نہیں کرتا۔ بلکہ ان کے لئے بھی جو ان کے کلام کے وسیلے سے مجھ پر ایمان لائیں گے۔ تاکہ وہ سب ایک ہوں۔ یعنی جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے۔ اور میں تجھ میں ہوں۔ وہ بھی ہم میں ہوں۔ ..... الخ"

ان آیات میں کلیسیا کے شرکار کے ایک ہونے کو باپ اور بیٹے کے ایک ہونے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لیکن کلیسیا کے شرکار کا ایک ہونا ایمان کی صفت میں ہے۔ لہذا باپ اور بیٹے کا ایک ہونا بھی صفات کے لحاظ سے ہوا۔ پس مسیح کا یہ دعوےٰ صفاتی تھا۔ اور اگر اس کا دعویٰ صفاتی نہ ہوتا۔ تو وہ یوں گویا نہ ہوتا۔ اور تمہاری تورات میں بھی لکھا ہے۔ کہ دو آدمیوں کی گواہی مل کر سچی ہوتی ہے۔ ایک تو میں خود اپنی گواہی دیتا ہوں۔ اور ایک باپ جس نے مجھے بھیجا۔ میری گواہی دیتا ہے۔ یوحنا ۸/۱۷ (ان آیات میں باپ اور بیٹا دو علیحدہ ہستیاں مرقوم ہیں۔ نہ کہ ایک)

رسول مقبول پولوس نے اسی موضوع پر شوہر اور بیوی کی مثال سے روشنی ڈالی ہے۔ وہ یوں کہتا ہے۔

"اسی سبب سے آدمی باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا۔ اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے۔ افسیوں ۵/۳۱۔ اور اسی باب کی ۲۳ آیت میں ظاہر ہے۔ کہ شوہر اور بیوی اسی طرح سے ایک جسم ہیں۔ جیسے مسیح اور کلیسیا ایک جسم ہیں۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے۔ اور وہ خود بدن کلیسیا کا بچانے والا ہے۔ پھر کرنتھیوں ۱ ۱۱/۳ میں یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ جیسے بیوی کا سر شوہر یا مرد ہے۔ اور مسیح کا سر خدا ہے۔ پس ظاہر ہے۔ کہ مسیح اور کلیسیا اور خدا کا ایک ہونا اسی صورت میں ہے۔ جس صورت میں شوہر اور بیوی ایک جسم ہوتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ شوہر اور بیوی ایک نظامی صورت میں ایک ہوتے ہیں۔ لہذا یہواہ مسیح اور کلیسیا بھی نظامی صورت میں ایک کہلاتے ہیں۔ پس ماننا پڑے گا۔ کہ مسیح کا دعویٰ جو یوحنا ۱۰/۳۰ میں ہے۔ ذاتی نہیں بلکہ صفاتی ہے۔

ہمیں معلوم ہے۔ کہ جب سے کلام امثال ۸/۲۴ تا ۲۶ کلسیوں ۱/۱۵ کے مطابق خلق ہے۔ وہ باپ یعنی یہواہ سے علیحدہ ہستی ہے۔ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے ہم پھر بائبل کی طرف متوجہ ہوں گے ایوب ۳۸/۷ میں لوگاس (کلام) اور لوسیفر کو صبح کے ستارے کے نام سے نامزد کیا گیا۔ پھر لوگاس کو مکاشفہ ۲۲/۱۶ میں اور لوسیفر کو یسعیاہ ۱۴/۱۲ میں اسی نام سے پکارا گیا ہے۔ جس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ لوسیفر لوگاس کے برابر ٹھیرا۔ کیونکہ وہ کلسیوں ۱/۱۶ کے مطابق لوگاس کے ذریعہ سے بنایا گیا۔ لاکلام یوسیفر ایک ہستی کو صبح کے ستارے سے نامزد کیا گیا۔ پس لوگاس جسے اس نام سے پکارا گیا۔ کما حقہٗ ایک ہستی ہے۔

اگر یوحنا ۱/۱ کے متعلق ویٹیکن یعنی پوپی قلمی نوشتہ ۱۲۰۹ء کو جو چوتھی اور پانچویں صدیوں میں لکھا گیا۔ اور سب قلمی نوشتوں سے پہلا اور مستند ہے۔ ملاحظہ کریں۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہاں یہواہ خدا کی نسبت تو یونانی لفظ ہوتھیوآس اور خداوند یسوع مسیح کی نسبت تھیوآس آیا ہے۔ اسی کے مطابق انگریزی ڈائیگلاٹ ترجمہ جو یونانی سے انگریزی میں کیا گیا ہوا ہے۔ جس میں کوئی کمی بیشی موجود نہیں۔ جو لفظ بلفظ ترجمہ ہے۔ ہوتھیوآس کو (دی گاڈ) اور تھیوآس کو (اے گاڈ) کہتا ہے۔ اس کے مطابق یوحنا ۱/۱ یوں ہے۔ (اردو) ابتداء میں کلام تھا۔ کلام خدا (دی گاڈ) کے ساتھ تھا۔ اور کلام (اے گاڈ) ایک خدا تھا۔

In a beginning (انگریزی) was the Word and the word was with the God and a god was the Word."

آیت مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ کہ یہواہ اور کلام علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ اگر دونوں ایک ہی ہستی تسلیم کئے جاویں۔ تو مندرجہ ذیل سوالات و نتائج پیدا ہوں گے۔ کون ساتھ ہے اور کس کے؟ واحد ہستی اپنے ساتھ خود آپ کیسے ہو سکتی ہے؟ آیت از روئے گرائمر درست نہ ہوگی۔ وہ اپنی تردید خود آپ کرے گی۔ اور مہمل واقع ہوگی۔ جیسے کلام کی بجائے یہواہ استعمال کرنے سے "ابتداء میں یہواہ تھا۔ یہواہ یہواہ کے ساتھ تھا۔ اور یہواہ یہواہ تھا"۔

مندرجہ بالا آیت میں لفظ ابتداء اور لفظ کلام کی تشریح کر دینا بھی مناسب خیال کیا گیا ہے۔ اس آیت میں لفظ ابتداء یہوواہ کے آغاز کو ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے مخلوقات دیدنی۔ نادیدنی کا آغاز متصور ہے۔ جو یوحنا ۱/۳ سے واضح ہے۔ پس آیت زیر بحث کو محض مندرجہ ذیل معنی دیئے جا سکتے ہیں۔ مخلوقات دیدنی یا نادیدنی کے خلق کئے جانے کے وقت کلام وجود میں تھا۔ جو مخلوقات کے خلق کرنے میں یہواہ کی خواہش کے مطابق خود خالق تھا۔ اور یوں وہ اس کے ساتھ تھا۔ کیونکہ کلام مخلوقات کے بنانے پر قادر تھا۔ مندرجہ بالا آیت پر روشنی ڈالنے کے لئے آیت ۳ کا اقتباس مرقوم ہے۔

(باقی وارد)

(ادارہ بخوشی تسلیم کرتا ہے۔ کہ دلائل میں باہتمام مولوی فاضل پروفیسر کے چھپوا کر مسیحی قادیان کے شائع کیا)